کچھ علامہ اقبالؒ کے بارے میں....

عبدالرّحیم مرتضٰی

Abdul Raheem Murtaza

M.Phil Scholar, Department of Urdu,
Lahore Garrison University, Lahore.

عثمانیہ سلطانہ

Usmania Sultana

M.Phil Scholar, Department of Urdu,
Lahore Garrison University, Lahore.

Abstract:

Dr. Allama Muhammad Iqbal is well known poet and philosopher. He was a great writer and researcher. His poetry inspires the young generation to become an ideal man. This article is best a simple way to throw light on his work and personality.

مشرق ہو یا مغرب آج دنیائے علم وادب اور فکرونظر کے جہاں میں ’’اقبالیات‘‘ کی مخصوص اصطلاح درخشاں دکھائی دیتی ہے جو برصغیر پاک و ہند کے عظیم مفکر، شاعراور فلسفی ڈاکٹر علامہ اقبال کے نظریات وافکاراور فکروسخن کی علامت بن چکی ہے۔ یہ نام دنیا کے ہر طبقے کے لئے تفکروتدبر کا سامان پیش کرتا ہے اور دعوت عام دیتا ہے کہ میرا کلام پڑھواور میری فکر کو جانو کہ اسی میں تمہاری منزل کا راستہ موجود ہے۔

علامہ اقبال ۹ نومبر ۱۸۷۷ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد محترم صوفی نور محمد نہایت نیک انسان تھے اوران کی والدہ امام بی بی بھی علم سے بے بہرہ ہونے کے باوجود نہایت دانشمند اور ہر دلعزیز خاتون تھیں۔ علامہ اقبال کی والدہ کے کردار کا بھی ان پر گہرا اثر تھا۔ ان کے بڑے بھائی شیخ عطا محمد جن کا اقبال ہمیشہ احترام کرتے تھے۔ اقبال ابتدا سے ہی ذہین وفطین انسان تھا۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ آپ کو بچپن سے ہی مولانا سید میر حسن جیسے اچھے اُستاد ملے۔ اُنہوں نے عربی اور فارسی دونوں زبانیں اپنے اس فاضل اُستاد سے سیکھیں۔ مزید یہ کہ اقبال نے اُردو زبان دانی کے لئے شاعری کی اصلاح داغ دہلوی جیسے مشہور اُستاد سے لی۔

علامہ اقبال زمانہ طالب علمی میں جب گورنمنٹ کالج لاہور آئے تو اُن کو پروفیسر ٹامس آرنلڈ

جیسے نامور فلسفی اُستاد کی شاگردگی کا موقع ملا۔ آپ ان سے بہت متاثر ہوئے۔ اقبال کے ان سے روابط نیازمندانہ بھی تھے اور دوستانہ بھی۔ پروفیسر ٹامس آرنلڈ سرسید کے بے حد قدردان تھے۔ آپ عربی، فارسی اور سنسکرت کے بہترین اُستاد تھے۔

''لندن میں جب اقبال کا تحقیقی مقالہ'' فلسفۂ عجم'' شائع ہوا تو اقبال نے اپنا یہ مقالہ نذرِ عقیدت کے طور پر پروفیسر آرنلڈ سے منسوب کیا تھا۔''(۱)

جب پروفیسر ٹامس آرنلڈ گورنمنٹ کالج لاہور سے سبکدوش ہو کر انگلستان چلے گئے تو علامہ اقبال نے پروفیسر آرنلڈ کی یاد میں'' نالۂ فراق'' کے عنوان سے اُردو میں نہایت اثر انگیز نظم لکھی تھی۔ اس نظم میں اقبال نے اپنے اُستاد کے بارے میں نہایت خلوصِ دل سے اپنے عقیدت مندانہ افکار کا اظہار کیا ہے، یہ نظم بانگِ درا میں ہے۔ پروفیسر آرنلڈ نے اپنے ہونہار شاگرد اقبال کے بارے میں کہا تھا کہ:

''ایسا شاگرد اُستاد کو محقق بنا دیتا ہے اور محقق کو محقق تر۔''(۲)

پروفیسر ٹامس آرنلڈ نے اسلام، اسلامی تاریخ اور ایرانی فنون لطیفہ اور مغلیہ مصغرات (Miniatures) پر کئی کتابیں تصنیف کیں۔ علی گڑھ کالج میں آپ کو مولانا آرنلڈ کہا جاتا تھا اور لاہور میں'' ولی'' کہتے تھے۔ ان کا شاگرد علامہ اقبال وہ پہلا شخص ہے جس کا کلام انسانی تاریخ میں ایک عالمگیر انقلاب کی حیثیت رکھتا ہے جس کے اثرات ابھی تک کچھ پردۂ وقت میں مستور ہیں۔ اس کی آواز سے نوجوانوں کے دلوں میں ایک نئی دنیا رُونما ہو رہی ہے۔ جس کا پرتو ابھی ان کے افکار و اعمال پر بہت ہلکا نظر آتا ہے مگر جس کے متعلق وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ رفتہ رفتہ نمایاں اور نمایاں تر ہوتا چلا جائے گا۔ ''تاریخ ادب اُردو'' میں ڈاکٹر رام بابو سکسینہ لکھتے ہیں کہ:

''وہ نوجوانانِ ہند کے بہترین شاعر ہیں کیونکہ انہی کے جذبات و احساسات کو وہ عمدہ طریقے سے ادا کرتے ہیں۔''(۳)

اپنے عہد کے نوجوان مسلمانوں میں اقبال کو جو خامیاں نظر آتی ہیں ان میں دو سب سے نمایاں ہیں، ایک یہ کہ وہ اس ذوقِ عمل سے بے بہرہ ہیں جو ان کے اسلاف کی زندگی کی رُوح رواں تھا اور دوسرا ان کے سینے علم کے اس نور سے خالی ہیں جس سے ان کے آبا کے دل روشن و منور تھے۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری لکھتے ہیں کہ:

''اقبال نے اپنے کلام میں اپنے مثالی نوجوان کو'' شاہین'' کے نام سے پکارا ہے۔ اس لئے کہ ایک نوجوان میں وہ جس قسم کی خصوصیات دیکھنے کے آرزومند ہیں وہ انہیں شاہین میں نظر آتی ہیں۔ اس پرندے میں اسلامی فکر کی تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ خوددار و غیرت مند ہے، اور کے ہاتھ کا مارا ہوا شکار نہیں کھاتا، بے تعلق ہے کہ آشیانہ نہیں بناتا، بلند پرواز ہے، خلوت پسند ہے اور

تیز نگاہ ہے۔ چنانچہ اقبال نے جگہ جگہ شاہین اوراس کی صفات کا ذکر کیا ہے لیکن اس ذکر سے ان کی مراد نو جوانون ہی کی سیرت وکردار ہے۔'' (۴)

جوانوں کو مری آہِ سحر دے
پھر ان شاہیں بچوں کو بال و پر دے
خدایا! آرزو میری یہی ہے
مرا نورِ بصیرت عام کر دے
قناعت نہ کر عالمِ رنگ و بو پر
چمن اور بھی آشیاں اور بھی ہیں
تو شاہین ہے پرواز ہے کام تیرا
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

حقیقت یہ ہے کہ اقبال نے جس انداز سے نوجوانان قوم کے جذبات کی ترجمانی کی ہے، کسی اور شاعر نے آج تک نہیں کی۔ وہ مسلمان نوجوانوں کوان کے تابناک ماضی سے رُوشناس کرانا چاہتے تھے۔ ان کی تمام تر اُمیدیں مسلمان نوجوانوں سے وابستہ تھیں۔ وہ جانتے تھے کہ نسل نو ہی انقلابی تبدیلیوں کا باعث ہوسکتی ہے۔ علامہ اقبال کی شاعری محبتِ وطن اور محبتِ قوم سے شروع ہوتی ہے اور محبتِ الٰہی اور محبتِ رسولؐ پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اقبال کو حضورؐ سے جو والہانہ عشق ہے اس کا اظہار اس کی اُردو اور فارسی شاعری کے ہر دور میں ہوتا رہا ہے۔ اقبال کی انفرادیت ہے کہ انہوں نے اُردو اور فارسی دونوں زبانوں میں مدحت رسول اکرمؐ کو ایک نئے اسلوب اور نئے آہنگ کے ساتھ اختیار کیا اور علامہ اقبال اللہ کے حضور میں دعا گو ہیں کہ روزِ محشر بھی ان کے عشق کی حفاظت کرنا تا کہ ان کو آنحضرتؐ کے سامنے شرمسار نہ ہونا پڑے۔

''اقبال بلاشبہ بہت بڑے فلاسفر تھے اور ساتھ ہی ایک عظیم الشان شاعر بھی، شاعر اور فلاسفر کا امتزاج بہت مشکل ہے، شاعر فلاسفر بنتے ہی گنجلک اصلاحات میں کھو جایا کرتا ہے اور فلاسفر شاعر بنتے بنتے ایک واعظ خشک بن جایا کرتا ہے، مگر اقبال نہایت کامیابی سے فلسفہ اور شعر میں ہم آہنگی پیدا کر لیتے تھے۔ ان کے کلام میں سحر نغمہ بھی ہے اور پیام سحر بھی۔'' (۵)

سفر افغانستان سے واپسی کے کچھ عرصے بعد ہی آپ کی طبیعت خراب رہنے لگی۔ ابتدا میں نزلہ کی شکایت ہوئی۔ سخت کھانسی آنے لگی اور گلا بیٹھ گیا۔ دہلی کے نامور طبیب حافظ عبدالوہاب سے علاج کرایا۔ شروع میں تھوڑا بہت افاقہ ہوا لیکن پھر مرض نے شدت اختیار کرلی۔ حتیٰ کہ دل کے دورے پڑنے لگے۔ وفات سے ایک دو روز قبل ڈاکٹروں نے حالت تشویش ناک بتائی۔ آپ کے بڑے بھائی

شیخ عطاء محمد نے آپ کی تسلی کے لئے کچھ کہنا چاہا تو آپ نے فرمایا: ''میں مسلمان ہوں، موت سے نہیں ڈرتا''۔ آپ نے ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء کو لاہور میں انتقال کیا اور بادشاہی مسجد کی سیڑھیوں کے بائیں جانب دفن ہوئے۔ حکومت افغانستان کی امداد سے ان کا بہت خوبصورت مزار بنایا گیا۔ وہ اب ہر خاص وعام کی زیارت گاہ ہے۔ بقول فیض احمد فیض:

آیا ہمارے دیس میں اِک خوش نوا فقیر
آیا اور اپنی دھن میں غزل خواں گزر گیا

حوالہ جات

۱۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، اقبال شناسی اور فنون، مضمون اقبال کے اُستاد مشفق سر ٹامس آرنلڈ، لاہور: بزم اقبال، ۱۹۸۸ء، ص:۴

۲۔ صلاح الدین احمد، مولانا، مقالہ: اقبال کا مردمومن، مشمولہ: جشن نامہ اقبال، ص:۳۱۳

۳۔ مجلّہ راوی، گورنمنٹ کالج، لاہور، شمارہ مئی۔ جون ۱۹۳۸ء، ص:۳۔۲

۴۔ محمد الدین فوق، منشی، نیرنگ خیال، اقبال نمبر، ۱۹۳۲ء، ص:۲۶

۵۔ ناصر حسن زیدی، ڈاکٹر، مقالہ: اقبال کا پیغام نئی نسل کے نام، مشمولہ: جشن نامہ اقبال، مرتبہ: ڈاکٹر عبادت بریلوی، لاہور: یونیورسٹی اورینٹل کالج، ۱۹۷۷ء، ص:۵۱۴

☆......☆......☆